سوال

(611) کیا ''بیعت کیے بغیر مرنا'' جاہلیت کی موت مرنا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے پندرہ روزہ ''صحیفہ اہل حدیث'' (کراچی) میں پڑھا تھا کہ جو شخص امام کی بیعت کیے بغیر مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ میں جب سے اہل حدیث ہوا ہوں کسی امام کی بیعت نہیں کی۔ آپ اس بارے میں میری رہنمائی فرمادیجیے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حدیث میں امام کی بیعت سے حاکم وقت کی بیعت مراد ہے۔ چناں چہ ''صحیح بخاری'' میں حدیث ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'مَن کَرِہَ مِن أَمِیرِہِ شَیئًا فَلیَصبِر، فَإِنَّہٗ مَن خَرجَ مِنَ السُّلطَانِ شِبرًا مَاتَ مِیتَۃً جَاہِلِیَّۃً' (صحیح البخاري، بَابُ قَولِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: سَتَرَونَ بَعدِی أُمُورًا تُنکِرُونَہَا، رقم: ۷۰۵۳)

''جس نے اپنے امیر میں کوئی مکروہ (ناپسندیدہ) شے پائی پس چاہیے کہ وہ صبر کرے (اور اُس کا ساتھ نہ چھوڑے) کیوں کہ جو حاکم کی اطاعت سے ایک بالشت پیچھے ہٹتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔''

اس کی تشریح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

'وَالمُرَادُ بِالمِیتَۃِ الجَاہِلِیَّۃِ: وَہِیَ بِکَسرِ المِیمِ حَالَۃُ المَوتِ کَمَوتِ أَہلِ الجَاہِلِیَّۃِ عَلٰی ضَلَالٍ، وَلَیسَ لَہٗ إِمَامٌ مُطَاعٌ لِأَنَّہُم کَانُوا لَا یَعرِفُونَ ذٰلِکَ، وَلَیسَ المُرَادُ أَنَّہٗ یَمُوتُ کَافِرًا بَل یَمُوتُ عَاصِیًا. وَیَحتَمِلُ أَن یَکُونَ التَّشبِیہُ عَلٰی ظَاہِرِہٖ، وَمَعنَاہُ أَنَّہٗ یَمُوتُ مِثلَ مَوتِ الجَاہِلِیِّ، وَإِن لَّم یَکُن ہُوَ جَاہِلِیًّا، أَوأَنَّ ذٰلِکَ وَرَدَ مَورِدَ الزَّجرِ وَالتَّنفِیرِ وَظَاہِرُہٗ غَیرُ مُرَادٍ وَیُؤَیِّدُ أَنَّ المُرَادَ بِالجَاہِلِیَّۃِ التَّشبِیہُ قَولُہٗ فِی الحَدِیثِ الآخَرِ 'مَن فَارَقَ الجَمَاعَۃَ شِبرًا فَکَأَنَّمَا خَلَعَ رِبقَۃَ الإِسلَامِ مِن عُنُقِہٖ' أَخرَجَہُ التِّرمَذِی، وابن خزیمۃ، وابن حبان. (فتح الباری: ۱۳/۷)

یعنی اس کی موت ایسی حالت میں آئی ہے جیسی اہلِ جاہلیت کی موت گمراہی پر آتی ہے جب کہ ان کا کوئی امام وپیشوا نہیں ہوتا کیوں کہ وہ لوگ اس نظم سے واقف نہیں تھے۔ یہ مراد نہیں کہ یہ آدمی کافر مرتا ہے بلکہ گناہ گار مرتا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ تشبیہ اپنے ظاہر پر ہو معنی اس کا یہ ہے کہ وہ جاہلی کی طرح مرتا ہے اگرچہ خود جاہل نہیں یا اس سے مقصود محض زجر اور نفرت کا اظہار ہے ظاہر مراد نہیں۔ اس بات کی تائید کہ جاہلی موت سے مراد محض تشبیہ ہے ایک اَور حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ ''جو جماعت سے ایک بالشت علیحدگی اختیار کرتا ہے گویا اس نے اپنی گردن سے اسلامی رسی اتار پھینکی۔''

صاحبِ اقتدار کے علاوہ دوسرے کی بیعت کا کوئی جواز نہیں، فی الوقت اگر کسی حاکم کی بیعت شرعی ہوسکتی ہے تو سعودی عرب کے حاکم کی ہوسکتی ہے۔ باقی سب شوقیہ دل بہلاوا ہے جس کا شرع میں کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ بیعت اور اہل ''صحیفہ'' :

مسئلہ بیعت پر میں نے متعدد دفعہ ہفت روزہ الاعتصام میں لکھا جو اس سے قبل تفصیلاً شائع ہوچکا ہے۔ اب کی بار چوں کہ سائل کے سوال میں 'صحیفہ' کا نام آگیا اس لیے اہل صحیفہ نے اس پر لکھنا ضروری خیال کیا اور اس پر بطور دلیل بعض علماء کے عمل کو پیش کیا۔

گزارش یہ ہے کہ اس عمل کے وہی لوگ ذمہ دار ہیں جو اس پر عامل تھے۔ جہاں تک شاہ محمد شریف گھڑیالوی مرحوم کی بیعت کا تعلق ہے سو ان کو سلطان ابن سعود نے اپنا نائب مقرر کیا تھا اس لیے جواز کا پہلو ہے۔ مولانا عبد الجلیل خاں مرحوم کے مضمون میں جن نصوص کا ذکر ہے ان سب کا تعلق بااختیار حاکم سے ہے جس سے کوئی اختلاف ونزاع نہیں۔

اہل صحیفہ نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب کفار سے چھپ چھپ کر اشاعت اسلام فرماتے تھے تو کیا وہ اس وقت امیر یا امام تھے؟ کیا وہ اس وقت بیعت لے سکتے تھے یا نہیں؟ کیا ہم پاکستان چھوڑ کر سعودی عرب جا کر حاکم کی بیعت کریں؟ کیا آپ نے اس پر عمل کرلیا؟ یا آپ پاکستان میں ان احادیث پر عمل کو دل کا بہلاوا اور غیر شرعی عمل سمجھتے ہیں۔

جواباً عرض ہے کہ نبوت ورسالت اللہ تعالیٰ کا امر ہے جو ہر وقت اور ہر حالت میں نبی ﷺ کے ساتھ قائم ودائم رہتا ہے۔ نبی جب مناسب خیال کرے بیعت لے سکتا ہے اور اس کی بیعت کرنی چاہیے، لیکن ہر وقت بیعت ضروری بھی نہیں ہوتی، ثمامہ بن اثالؓ کا قصہ اس امر کی واضح دلیل ہے۔ کیوں کہ بیعت کا اصل مقصد اطاعت ہے اور ہر طرح کی ہمدردی اور معاونت ہے۔ لہٰذا سعودی حکمران کی اطاعت کا عہد ہم یہاں کرسکتے ہے۔ وہاں جا کر بیعت ہونا ضروری نہیں اور میرا الحمد للہ اس پر عمل ہے۔ مذکورہ مضمون میں مشار الیہ احادیث کا تعلق مصنوعی عہدوں سے نہیں، حقیقت کو تسلیم کرنا مومن کی شان ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3،کتاب الجہاد:صفحہ:454

محدث فتویٰ